خطبہ جمعہ

واقفین زندگی جو سچے ہوں ان کی موت خدا تعالیٰ کے نزدیک یقیناً ایک بہت بڑا مقام رکھتی ہے

بعض واقفین زندگی شہداء کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-

فرمودہ ۴/جون ۱۹۹۹ء بمطابق ۴/ہجرت ۱۳۷۸ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿يٰاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْابِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ . اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ. وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ. بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾- (سورة البقره آيات ۱۵۴تا ۱۵۵)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے مدد طلب کرتے رہو صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں انہیں مردے نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

شہداء کا جو میں ذکر کر رہا ہوں اس سلسلے میں مختلف سفارشات مرکز سے موصول ہوتی رہیں کہ ان سب کو بھی شہداء میں شامل کرنا چاہئے جن کو اس قسم کی موت راہِ خدا میں نصیب ہوئی۔ لیکن اگر ان کی سفارشات کو قبول کر لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عملاً ہر واقف زندگی خواہ وہ اپنے ملک میں ہو یا اس کو اگر اپنی مرکزی جگہ سے کچھ فاصلے پر وفات نصیب ہو جائے تو اس کو وہ شہداء کی فہرست میں شامل کر لینا چاہتے تھے لیکن میرے لئے اس میں میں دِقّت یہ تھی کہ اس طرح تو ہر واقف زندگی کی وفات جہاں بھی ہوگی وہ شہداء ہی کی فہرست میں شمار ہونا چاہئے کیونکہ شاذ کے طور پر ہی کوئی ہوگا کہ اپنے گاؤں میں بیٹھا ہوا ہو تو اس کی وہاں وفات ہو چکی ہو۔ پس اس پہلو سے یہ فہرست حد سے زیادہ پھیل جاتی اور کوئی معین جواز نہ ہوتا ایسے دوستوں کو شہداء قرار دینے کا۔

ویسے تو واقفین زندگی جو سچے ہوں ان کی موت خدا تعالیٰ کے نزدیک یقیناً ایک بہت بڑا مقام رکھتی ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کو کیا مراتب نصیب ہونگے۔ پس یہاں مراتب کی بحث نہیں ہو رہی یہاں لفظ شہید کے اطلاق کی بات ہو رہی ہے۔ پس اس ضمن میں جو میں نے فیصلہ کیا وہ اصولی طور پر یہ ہے کہ اپنے ہی ملک میں جو واقفین زندگی کام کرتے ہوئے حادثہ کا شکار ہو جائیں انہیں ہم نے بوجہ حادثاتی وفات کے شہداء میں شمار کیا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حادثاتی وفات کو بھی شہداء کے زمرہ میں شمار فرمایا ہے۔

جو کسی دوسرے ملک میں کام کرتے ہوئے چاہے حادثہ سے فوت ہوئے ہوں یا کسی اور طرح ان کی وفات ہوئی ہو انہیں بھی شہداء کی فہرست میں شامل کر لیا گیا ہے۔

ہر واقف زندگی جو طبعی موت سے اپنے ہی ملک میں کام کرتے ہوئے وہاں کسی بھی جگہ فوت ہوا ہو جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے خدا کے ہاں اس کا جو بھی مرتبہ ہو ہم نے اسے شہداء کی فہرست میں شامل نہیں کیا۔ اس اصول کا بڑی سختی سے اطلاق کرتے ہوئے جو واقفین شہداء کی فہرست تیار ہوئی ہے اب میں پہلے سلسلے سے بات شروع کر کے جہاں بات کو چھوڑا تھا اب آگے بڑھاتا ہوں۔

اور آج اس خطبے کا آغاز **ڈاکٹر محمد یوسف شاہ صاحب** کی شہادت کے واقعہ سے تعلق رکھتا ہے۔

حضرت ڈاکٹر محمد یوسف شاہ صاحب سید معصوم شاہ صاحب کے ہاں موضع مدینہ ضلع گجرات میں ۱۶/ فروری ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے عین جوانی کے عالم میں، طالب علمی کے دور میں ۱۹۱۸ء میں بیعت کی اور ۱۹۳۰ء میں اپنے آپ کو نظام وصیت سے منسلک کر دیا۔ آپ نے گورنمنٹ میں فوجی ڈاکٹر کے طور پر کام کرنا شروع کیا اور لیفٹیننٹ کرنل کے عہدے تک پہنچے ۱۹۶۰ء میں آپ نے ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی زندگی "بعد ریٹائرمنٹ وقف" کر دی۔ چنانچہ یکم نومبر ۱۹۶۱ء کو آپ خدمت دین کے لئے لیگوس نائجیریا پہنچے۔ آپ نے لیگوس میں احمدیہ ہسپتال کی بنیاد ڈالی۔

آپ کے اوصاف حمیدہ جن کے بیان میں کوئی بھی مبالغہ نہیں وہ مختصر یہ ہیں کہ آپ بے انتہا پابند صوم وصلوٰۃ، بہت ملنسار، خلیق اور مخلوق خدا کا درد رکھنے والے وجود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی۔ خلفاء سلسلہ سے بہت عقیدت رکھتے تھے اور امامِ وقت کے ہر حکم پر لبیک کہنے والے تھے۔ اسلام اور احمدیت کی تبلیغ بے دریغ اور والہانہ انداز میں کیا کرتے تھے۔ آپ کی ڈسپنسری میں ہمہ وقت جماعتی لٹریچر موجود رہتا تھا۔ نائجیریا جماعت کے جملہ افراد آپ کی شخصیت سے بڑے متاثر تھے اور آپ سے گہری محبت اور احترام کا تعلق رکھتے تھے۔

سانحہ ارتحال۔ ۵/اپریل ۱۹۶۹ء کے جلسہ سالانہ نائجیریا کے موقع پر صبح کے سیشن کی صدارت کی۔ نماز اور طعام کے وقفہ کیلئے گھر جاتے ہوئے رستہ ہی میں دل کا دورہ پڑا۔ آپ کی میت ربوہ لائی گئی جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور پھر موصی ہونے کے باعث بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ تدفین کے بعد حضور نے دعا کروائی۔ آپ کی اولاد جس شادی سے بفضلہ تعالیٰ زندہ رہی اور دین اور دنیا میں نشوونما پا رہی ہے وہ آپ کی تیسری شادی تھی جو اپنے ماموں سید احمد شاہ صاحب مرحوم کی صاحبزادی تاج سلطانہ صاحبہ سے ہوئی جن سے دو بچے ہیں۔ ایک سید محمد یحیٰ خضر صاحب حال لاہور اور دوسرے سید محمد عیسیٰ پرویز صاحب فوج سے ریٹائر ہونے کے بعد سول ایوی ایشن کے محکمہ میں بطور جنرل مینجر کراچی میں کام کر رہے ہیں۔ میں گواہ ہوں کہ یہ دونوں بچے خدا کے فضل سے بہت ہی فدائی ہیں سلسلے کے ادنیٰ خادم ہیں اور ان کی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ نے برکت عطا فرمائی ہے۔ آپ کی اہلیہ سیدہ تاج سلطانہ کی وفات ۱۹۹۲ء میں کراچی میں ہوئی اور چونکہ موصیہ تھیں بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔

مولانا ابوبکر ایوب صاحب انڈونیشیا کے رہنے والے تھے۔ تاریخ وفات ۱۴، ۱۵ ستمبر ۱۹۷۲ء کی درمیانی رات۔ مولانا ابو بکر ایوب انڈونیشیا کے ان اوّلین احمدیوں میں سے تھے جو ۱۹۲۴ء میں قادیان آئے۔ وہاں انہیں بیعت سے مشرف ہونے اور پھر دینی تعلیم حاصل کرنے کی توفیق ملی۔ یعنی جب قادیان آئے تھے تو اس وقت احمدی نہیں تھے۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا۔ آپ کو انڈونیشیا کے علاوہ ہالینڈ میں بھی تبلیغی فرائض سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ آپ کا وصال ہالینڈ میں ہی ڈیوٹی پر مامور ہونے کی حالت میں ہوا۔

مولوی صاحب موصوف نہایت نیک فطرت، ملنسار، خوش اخلاق، شیریں گفتار اور بے حد محنتی تھے۔ لباس کی عمدگی اور صفائی کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ وقت کے بہت پابند تھے۔ شیریں گفتار تھے۔ مجھے بھی اس زمانہ میں جب یہ ہالینڈ میں تھے وہاں ان سے ملنے کی توفیق ملی تھی اور میں نے

خصوصیت سے یہ بات محسوس کی تھی کہ بہت ستھرا اور صاف لباس پہننے کے عادی تھے اور کافی (Coffee) بنانے میں بہت ماہر تھے۔ چنانچہ سب سے پہلا کافی کا چسکا مجھے ان کی بنی ہوئی کافی سے ہوا تھا۔ آپ نے مختصر علالت کے بعد سڑسٹھ (۶۷) سال کی عمر میں وفات پائی۔ بوقت وفات آپ وہاں کے مشنری انچارج تھے۔ آپ کی میت ربوہ پہنچائی گئی جہاں ۲۳ ستمبر ۱۹۷۲ء کو نماز جمعہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مسجد اقصیٰ میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

آپ کے وصال کے وقت آپ کے بچے انڈونیشیا میں مقیم تھے۔ آپ نے اپنی بیوہ کے علاوہ چار بیٹے اور چار بیٹیاں بطور یادگار چھوڑے۔ آپ کے بڑے بیٹے انیس احمد یعقوب صاحب اس وقت جکارتہ میں ایک انجینئرنگ کمپنی میں ڈائریکٹر ہیں اور دو بیٹے عبدالحمید صاحب اور عبدالمغنی صاحب بھی جکارتہ میں ہی رہتے ہیں۔ اول الذکر ملازم ہیں اور دوسرے بزنس مین ہیں۔ چاروں بیٹیاں شادی شدہ ہیں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ جہاں ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ترقی عطا فرمائی ہے ان کی اولاد کو دین میں بھی بہت مخلص بنایا ہے اور یہ سارے بچے خدا تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ کے مخلص خادم ہیں

اب **ظاہر احمد صاحب ، جواد رشید احمد خان صاحب ایڈووکیٹ نائب قائد ضلع لاہور** اور **خواجہ اعجاز احمد صاحب ناظم اطفال ضلع لاہور** کی شہادت کا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ لاہور سے ربوہ آرہے تھے۔ لاہور کے خدام کا ایک گروپ جو پانچ افراد پر مشتمل تھا، حفاظتی نقطہ نظر سے حضور انور کے قافلہ کے پیچھے آرہا تھا۔ پنڈی بھٹیاں سے چھ کلومیٹر دور ایک ٹرک کو اوورٹیک کیا تو سامنے ایک سائیکل سوار کو دیکھ کر اسے بچانے کے لئے کار روکنے کی کوشش کی اور اسی کوشش میں کار ایک درخت سے جا ٹکرائی جس سے مکرم ظاہر احمد صاحب، مکرم خواجہ اعجاز احمد صاحب اور مکرم جواد رشید احمد خان صاحب نے موقع پر ہی دم توڑ دیا اور ان کے ایک ساتھی بہت زخمی ہوئے۔

شہید ہونے والے خدام میں سے قائد ضلع مکرم ظاہر احمد صاحب روہڑی کے رہنے والے تھے اور ملازمت کے سلسلہ میں لاہور منتقل ہو چکے تھے۔ دو سال سے قائد ضلع لاہور تھے۔ آپ نے اپنے سوگوار والدین کے علاوہ ایک بیوہ، تین لڑکیاں اور ایک لڑکا یادگار چھوڑے۔ بیٹیوں میں سے ایک کی شادی ہو چکی ہے۔ دو لڑکیاں کراچی یونیورسٹی میں B.Sc کی طالبات ہیں۔ بیٹا الیکٹرانکس انجینئرنگ کر کے فلپس کمپنی میں ملازم ہے اور کراچی میں مقیم ہے۔

مکرم جواد رشید احمد خان صاحب ابن ملک بشیر احمد صاحب بوقت شہادت نائب قائد ضلع لاہور تھے۔ آپ کی عمر ۲۷ برس تھی۔ آپ کے بڑے بھائی مکرم زرتشت منیر احمد صاحب کراچی کے نائب قائد ضلع تھے۔

حلقہ محمد نگر لاہور کے مکرم خواجہ اعجاز احمد صاحب ابن مکرم خواجہ محمد اکرم صاحب حادثہ کا شکار ہونے والے خدام میں سب سے چھوٹی عمر کے تھے۔ کوئی ۲۳، ۲۴ سال عمر ہوگی۔ شہادت سے ایک سال پہلے آپ نے ایم۔ایس۔سی فزکس کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے دوئم پوزیشن میں پاس کیا تھا اور مجلس نصرت جہاں کے لئے اپنی خدمات پیش کر رکھی تھیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی خواجہ ایاز احمد صاحب بھی واقف زندگی ہیں اور جامعہ احمدیہ میں بطور استاد اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ موصی تھے چنانچہ آپ کو بہشتی مقبرہ میں تدفین کی سعادت نصیب ہوئی جبکہ دوسرے شہداء کو قبرستان نمبرا میں دفن کیا گیا۔ سوا چار بجے سہ پہر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہشتی مقبرہ کے میدان میں نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد پہلے مکرم خواجہ اعجاز احمد صاحب کی قبر کی تیاری میں حضورؒ نے شرکت فرمائی اور قبر تیار ہونے پر دعا کرائی۔ پھر قبرستان نمبرا تشریف لے گئے جہاں آپ باقی دونوں شہداء کی تدفین تک ٹھہرے رہے اور آخری دعا کروائی۔

اب **محترم ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب۔ کانو نائیجیریا** کی وفات کا ذکر کرتا ہوں۔ تاریخ وفات جولائی ۱۹۸۱ء۔ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب حضرت مولوی سعد الدین صاحب آف کھاریاں کے بیٹے تھے۔ ربوہ میں بھی آپ کو خدمت کی بہت توفیق ملی اور اتنے ہمدرد تھے اور غریبوں کا علاج مفت کرتے تھے کہ بہت کم ڈاکٹروں کو جو ربوہ میں متعین رہے ہیں اتنی ہر دلعزیزی حاصل ہوگی جتنی ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب کو تھی۔ ۱۹۶۲ء میں کانو نائیجیریا بطور مشنری ڈاکٹر تقرر ہوا۔ مسجد میں ہی کلینک شروع کیا اور اس کی آمد سے زمین خریدی اور ایک بہت بڑا ہسپتال بنایا۔ آج کل وہاں جو ہسپتال ہے انہی کا بنایا ہوا ہے۔ احمدیہ سکول کانو کی زمین بھی ڈاکٹر صاحب نے ہی خریدی اور ۱۹۸۱ء میں دل کے حملہ سے نائیجیریا میں ہی وفات ہوئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کا جنازہ ربوہ لے جایا گیا۔ آپ کے پسماندگان میں دو بیٹے ڈاکٹر انوار الدین صاحب اور ڈاکٹر جمال الدین صاحب ضیاء امریکہ میں مقیم ہیں۔ ایک بیٹی بھی امریکہ میں ہیں اور دوسری بیٹی کینیڈا میں ہیں۔

مکرم قریشی محمد اسداللہ صاحب کاشمیری۔ تاریخ وفات ۲۶ اگست ۱۹۸۲ء۔ مرحوم ۱۹۲۶ء میں وادی کشمیر کی شمال مغربی تحصیل ہندواڑہ میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم کے علاوہ اپنے طور پر دینی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ان کو پاکستان میں خدمت کی توفیق ملی ہے۔ پاکستان ہی میں وفات ہوئی ہے لیکن کشمیر کا وہ حصہ جس میں یہ پیدا ہوئے تھے ان کا وطن تھا نہ کہ پاکستان۔ پاکستان ان کا ثانی وطن بنا ہے اس لئے ان کی بعض دوسری خوبیوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کو بھی شہداء کی فہرست میں شامل سمجھا گیا ہے۔

ابتدائی تعلیم کے علاوہ اپنے طور پر دینی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستان آگئے ۱۹۵۰ء کے لگ بھگ جب آپ حکومت پاکستان کی طرف سے واہ کے کشمیری مہاجرین کے کیمپ میں دینی معلم تھے تو جماعت احمدیہ سے متعارف ہوئے اور تحقیق حق کی غرض سے سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر کا مطالعہ کرنے لگے۔ مسلسل آٹھ نو سال تک بڑے غور سے مطالعہ کرنے کے بعد جب آپ کو پوری طرح شرح صدر نصیب ہو گیا تو ۱۹۵۹ء میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے اور پھر اپنی زندگی وقف کر دی۔ آپ کو بطور مربی گلگت، ایبٹ آباد، کیمبل پور، مظفر آباد اور کوٹلی میں بڑی خوش اسلوبی اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے منصبی فرائض نبھانے کی توفیق ملی۔

آپ مربی سلسلہ کے فرائض کے ساتھ ساتھ علمی تحقیق میں بھی ہمیشہ مصروف رہے۔ چنانچہ آپ نے کئی اعلیٰ مرتبہ کی تحقیقی کتب اور پمفلٹ اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ فضل عمر فاؤنڈیشن کا علمی تصانیف پر دیا جانے والا انعام بھی حاصل کیا۔ مرحوم بڑے حلیم الطبع اور سادہ تھے۔ فرض شناسی، نیکی، دیانت اور محنت آپ کی نمایاں صفات تھیں۔ وفات کے وقت آپ کوٹلی آزاد کشمیر میں بطور مربی متعین تھے۔ اگست ۱۹۸۲ء کے تیسرے ہفتہ میں ملیریا بخار سے بیمار ہوئے۔ بخار میں کمی آئی تو ۲۶ اگست کو دل کے شدید حملہ سے جانبر نہ ہو سکے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے اس لئے آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ کی اہلیہ آپ کی وفات کے دو سال بعد وفات پا گئیں۔ آپ کی ایک ہی بیٹی مریم ہیں جو ربوہ کے محلہ دارالعلوم شرقی میں رہتی ہیں۔

محترم مولوی برکت اللہ محمود صاحب مربی سلسلہ۔ ۷ اکتوبر ۱۹۸۳ء کی صبح دس بجے موٹر سائیکل چلاتے ہوئے حادثہ میں شدید زخمی ہو گئے۔ اس کے بعد مسلسل بیہوش رہے اور اسی بیہوشی میں ان کی وفات ہوئی۔ بوقت وفات ان کی عمر ۵۲ سال تھی۔ مجھے بھی ان کا کلاس فیلو ہونے کا شرف حاصل رہا۔ بہت نیک دل، خوش مزاج اور سلسلے سے بہت محبت رکھنے والے وجود تھے۔ مرحوم کا جنازہ ۱۴ اکتوبر کی صبح ربوہ پہنچا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم عرصہ ڈیڑھ سال سے لاہور میں متعین تھے اور اس سے قبل لمبا عرصہ ملتان میں خدمات بجالاتے رہے۔ مرحوم نے اپنی یادگار اپنی بیوی کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے چھوڑے ہیں۔ بیٹیاں سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے شادی شدہ ہیں اور خوش ہیں۔

مکرم الحاج محمد ابراہیم بی چی (Bichi) صاحب سن وفات ۱۹۸۴ء۔ مکرم الحاج محمد ابراہیم صاحب بیچی کانو نائیجیریا کے رہنے والے تھے۔ ہاؤسا قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور لوکل مبلغ کے طور پر کام کر رہے تھے۔ آپ ایک صاحب علم شخص تھے۔ دعوت الی اللہ کا بے حد شوق تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی عربی کتب کا گہری نظر سے مطالعہ کیا تھا۔ مخالفین نے ان کو پیشکش کی کہ ان کے ساتھ شامل ہو جائیں تو اعلیٰ عہدہ، کار اور تمام سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔ آپ نے اس پیشکش کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ ۱۹۸۴ء میں کانو سے باؤچی (Bauchi) تبلیغی دورے پر جارہے تھے کہ ٹیکسی کے حادثہ میں شدید زخمی ہو گئے۔ محترم محمد بیشانو صاحب جو موجودہ امیر جماعت نائیجیریا ہیں نے انہیں ہسپتال پہنچایا۔ بظاہر حالت تسلی بخش تھی اور ڈاکٹرز نے بھی اس حالت پر اطمینان کا اظہار کیا تھا لیکن جب محترم بیشانو صاحب انہیں ہسپتال پہنچا کر اپنے گھر پہنچے تو ایک گھنٹے کے بعد ہی حالت اچانک بگڑ گئی اور وفات پا گئے۔ آپ کا جنازہ کانو لایا گیا اور وہاں تدفین ہوئی۔ آپ کی بیوہ کانو میں مقیم ہیں اولاد کوئی نہیں تھی۔

مکرم قریشی محمد اسلم صاحب مبلغ ٹرینیڈاڈ۔ مکرم قریشی محمد اسلم

صاحب ۸رنومبر ۱۹۳۹ء بروز جمعہ قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد قریشی محمد احسن صاحب مرحوم تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں استاد تھے اور دادا مکرم حافظ محمد حسین صاحب حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے رفقاء میں سے تھے۔ قریشی صاحب نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ ۱۹۵۶ء میں آپ نے اپنی زندگی وقف کردی اور ۱۹۵۷ء میں میٹرک پاس کرنے کے بعد جامعۃ المبشرین میں داخلہ لیا۔ جامعہ سے فارغ ہونے پر ۲۷ر مئی ۱۹۶۳ء سے باقاعدہ طور پر خدمت سلسلہ کا آغاز کیا۔ مئی ۱۹۶۹ء میں محترم قریشی صاحب ماریشس تشریف لے گئے جہاں ۱۹۷۳ء تک اعلائے کلمۃ اللہ کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ مئی ۱۹۷۵ء میں آپ گیانا گئے جہاں جولائی ۱۹۸۳ء تک خدمات سلسلہ بجالاتے رہے۔ اس کے بعد آپ کی تقرری ٹرینیڈاڈ میں بطور مربی سلسلہ ہوئی جہاں آپ اپنی شہادت کے نیک انجام تک پہنچے۔

ان کی شہادت کا واقعہ ایک پہلو سے ایک ایسا رنگ بھی رکھتا ہے جیسے عمداً ان کو محض احمدیت کی وجہ سے قتل کیا گیا ہے۔ لیکن جو حالات ہیں وہ مشکوک ہیں اس لئے ان کو شہادت کی حیثیت تو ہر لحاظ سے حاصل ہے ہی مگر معین طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ خالصۃً احمدیت کی بناء پر ان کو شہید کیا گیا تھا۔ غالباً کرائے کے قتل کرنے والے کو کسی دشمن نے پیسے دے کر ان کی شہادت پر آمادہ کیا ہے۔

محترم قریشی صاحب ۱۰ر اگست ۱۹۸۵ء کی شام اپنے بیٹے محمد نصیر قریشی کے ساتھ کار میں بیٹھ کر جا رہے تھے رستہ میں تین نامعلوم افراد نے آپ کو اپنی کار روکنے کا اشارہ کیا اور قریشی صاحب کو کار سے باہر بلایا۔ آپ کار سے باہر آئے تو ایک شخص نے فوراً پستول آپ کی کنپٹی پر رکھ کر فائر کر دیا جس کے نتیجہ میں آپ موقعہ پر ہی شہید ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر ۴۶ سال تھی۔ جو بیٹا کار میں بیٹھا ہوا تھا اسے کچھ نہیں کہا نہ کوئی لوٹ مار کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کسی پیسے یا کسی لالچ کی خاطر ایسا کام نہیں کیا گیا۔ ۱۹ر اگست کو آپ کا جنازہ ربوہ میں ادا کرنے کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ مکرم قریشی صاحب کی شادی ۱۹۶۶ء میں ان کی چچازاد محترمہ شمس النساء بیگم صاحبہ بنت قریشی محمد اکمل صاحب کے ساتھ ہوئی تھی۔ قریشی صاحب نے اپنی یادگار ایک بیٹا اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ یہ کینیڈا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آباد ہیں۔

مکرم عبدالمالک آدجے صاحب غانین۔ ۱۹۶۰ء میں آپ کا تقرر گھانا میں سرکٹ مشنری کے طور پر ہوا۔ بڑے پرجوش داعی الی اللہ تھے اور تبلیغ کی خاطر دور دراز علاقوں کا سفر پیدل کیا کرتے تھے۔ ۱۹۸۶ء میں مجلس انصار اللہ کے اجتماع میں شمولیت کے لئے ابورا (Abura) آئے۔ واپس روانگی پر ان کی کار کو ایک گاڑی سے ٹکرانے پر حادثہ پیش آیا جس کے نتیجہ میں آپ جانبر نہ ہو سکے اور ۳۱ر اکتوبر ۱۹۸۶ء کو راہیٔ ملک بقا ہوئے۔ آپ کی عمر بوقت وفات چھیالیس سال تھی۔ آپ نے اپنے پیچھے دو بیوائیں اور تین بیٹے اور سات بیٹیاں بطور یادگار چھوڑی ہیں۔ ساری بیٹیاں شادی شدہ ہیں۔ ایک بیٹا تاجر ہے اور دو بیٹے پٹرول سٹیشن پر کام کرتے ہیں۔ سارا خاندان خدا کے فضل سے دنیا کے لحاظ سے بھی ٹھیک ہے اور دین کے لحاظ سے بھی۔

مکرم مولوی محمد احمد اُموسا مینسا صاحب غانین۔ مولوی محمد احمد اموسا مینسا صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ کے فارغ التحصیل تھے اور ۱۹۸۶ء میں شاہد کی ڈگری اور فقہ میں تخصص کرنے کے بعد گھانا واپس تشریف لائے جہاں سنٹرل ریجن میں بطور مرکزی مبلغ مقرر ہوئے۔ ۱۸ر ستمبر ۱۹۸۸ء کو لجنہ اماء اللہ گھانا کے مرکزی اجتماع میں شمولیت کے لئے لجنات کے ساتھ ایک بس میں سوار وا (WA) شہر جا رہے تھے کہ بس کا ٹائر پھٹنے کی وجہ سے حادثہ پیش آیا اور مولوی صاحب اسی حادثہ کے نتیجہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر چھتیس برس تھی اور پسماندگان میں ایک بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا چھوڑا جو اس وقت سکول میں زیر تعلیم ہے۔

مکرم مبارک احمد صاحب ساقی مبلغ انگلستان۔ تاریخ وفات ۱۶ر مئی ۱۹۹۲ء۔ مکرم مبارک احمد ساقی صاحب مکرم چوہدری فضل دین صاحب کے بیٹے اور حضرت چوہدری پیر محمد صاحب صحابی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے پوتے تھے۔ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۲ء تک مولوی فاضل اور شاہد کلاس میں کامیابی کے بعد بطور واقف زندگی میدان عمل میں کام شروع کر دیا۔ ہم دونوں کو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے کلاس فیلو ہونے کا موقع ملا۔ آپ کو امیر و مشنری انچارج کے طور پر لائبیریا میں بھی خدمت کی توفیق ملی۔ ۱۹۷۸ء میں انگلستان تقرر ہوا۔ اس دوران آپ نائب امام مسجد فضل لندن کے طور پر خدمت سرانجام دیتے رہے۔ پھر ۱۹۸۴ء میں میری انگلستان ہجرت کے بعد آپ مختلف اہم مرکزی عہدوں پر فائز رہے۔ ایک عرصہ سے دل کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ آخر ۱۶ مئی ۱۹۹۲ء کو دل کے حملہ سے ہی وفات پائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ پہلی بیوی سے ایک بیٹا منصور احمد ساقی اور بیٹی سارہ ہیں جو یہاں لندن میں مختلف جماعتی کاموں میں خدمت کی سعادت پا رہے ہیں۔

مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی۔ تاریخ وفات ۲۳ر اگست ۱۹۹۲ء۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ جن واقفین کا ذکر ہو رہا ہے یہ بہت سے میرے کلاس فیلو بھی رہے ہیں۔ مسعود احمد صاحب جہلمی کا مجھے یاد نہیں ہے شاید یہ کلاس فیلو نہ رہے ہوں۔ مگر پہلے تھے۔ یہ نہیں تھے۔ کیونکہ یہ مجھ سے بہت جونیئر تھے۔ آپ مکرم عبدالرحیم صاحب نیا محلّہ جہلم کے فرزند تھے۔ اپریل ۱۹۳۴ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۶۰ء میں مربیان کلاس پاس کی، اس کے بعد بی۔اے۔ اور پھر ۱۹۶۵ء میں ایم۔اے۔ کیا۔ جولائی ۱۹۶۰ء سے آپ نے کام شروع کیا۔ آپ کو بیرون ملک نائیجیریا، لائبیریا، انگلستان، سوئٹزرلینڈ اور جرمنی میں خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ وفات کے وقت جرمنی میں خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ ہر ابتلاء میں حیرت انگیز صبر و ثبات دکھایا اور اس کا میں خود ذاتی طور پر گواہ ہوں کہ کسی وجہ سے میں ان سے ناراض ہوا اور ان کی جو ترقیات تھیں ساری ختم کر کے ان کو ایک عام شہری کے طور پر وہاں رکھا اور اسی حیثیت سے واقف زندگی کے طور پر خدمت کرنے کا موقع دیا لیکن ایک ذرہ بھی ان کی زبان سے کوئی شکوہ ظاہر نہیں ہوا۔ اپنی اولاد کو نصیحت کرتے رہے کہ مرکز سے اپنا تعلق فدائیت کا قائم رکھنا۔ یہ جو خاص ان کا جذبہ تھا اس نے میرے دل کو موہ لیا۔ آپ ۲۳ر اگست ۱۹۹۲ء کو دل کی تکلیف کے باعث جرمنی میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کی تدفین فرینکفرٹ مشن کے قریب ہی ایک قبرستان میں ہوئی۔ انہوں نے اپنی اولاد اور متعلقین کو بھی ہمیشہ یہی نصیحت کی کہ نظام جماعت سے پوری طرح وابستہ رہیں۔ ان کی اس وفا کو دیکھ کر ان کی وفات پر میرے دل میں خیال آیا کہ ان کی قبر کے کتبہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا یہ مصرعہ لکھنا چاہئے۔ ’’بے وفاؤں میں نہیں ہوں میں وفاداروں میں ہوں‘‘۔ وہ واقعی وفادار تھے۔ اسی روز جمعہ کے بعد خاکسار نے ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ ان کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ بڑے بیٹے لقمان احمد صاحب واقف زندگی ہیں اور آجکل امریکہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ دوسرے بیٹے سلمان احمد صاحب واشنگٹن میں بطور بینک مینجر کام کر رہے ہیں۔ تیسرے بیٹے محمد ذبیح صاحب میری آخری ملاقات تک وہاں پڑھائی کر رہے تھے۔ بڑی بیٹی منصورہ اسد شادی شدہ ہیں اور واشنگٹن میں مقیم ہیں، ان کے پھر دو بیٹے ہیں۔ دوسری بیٹی قدسیہ مسعود Eleventh میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ یعنی شہید مرحوم کی دوسری بیٹی قدسیہ ابھی طالبۂ علم ہیں۔

مبشر احمد چودھری صاحب مربی سلسلہ کانو نائیجیریا۔ تاریخ شہادت ۷ر دسمبر ۱۹۹۲ء۔ آپ ۷ر دسمبر ۱۹۹۲ء کو دعوت الی اللہ کے لئے دیگر دوستوں کے ساتھ ایک سفر پر جا رہے تھے کہ ان کی کار کھائی میں گر گئی۔ مکرم مبشر احمد چودھری صاحب نے موقع پر ہی دم توڑ دیا جبکہ دوسرے دو ساتھی زخمی ہو گئے۔ ان کے امیر صاحب نے حلفاً گواہی دی کہ ایک سال قبل مکرم مبشر احمد صاحب نے انہیں یہ بات بتائی تھی کہ جب میں ربوہ سے چلنے لگا تو میری بیوی نے خواب دیکھا تھا کہ اس کا خاوند خدمتِ دین کے سفر سے کفن میں لپٹا ہوا واپس آیا ہے۔ اب دیکھیں کس طرح احمدیت کی تاریخ میں اللہ تعالیٰ یہ نشانات ظاہر فرماتا ہے۔ کوئی جاہل سے جاہل بھی اگر تعصب سے پاک ہو تو غور کرے کہ یہ ساری شہادتیں ہی احمدیت کی ہمیشگی کی زندگی کی گواہ بن جائیں۔ ان کے پسماندگان میں بیوہ مکرمہ امۃ المتین صاحبہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ بڑی بیٹی نداء الفتح ۱۲ سال کی ہیں، بیٹا باسل احمد دس سال کا ہے اور چھوٹی بیٹی سائرہ احمد کی عمر آٹھ سال ہے۔ تینوں بچے ربوہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

مکرم محمد کما ل الدین صاحب آیودیجی، نائجیرین۔ تاریخ وفات ۴ر دسمبر ۱۹۹۳ء۔ آپ نے ۱۹۸۰ء میں زندگی وقف کی اور تقریباً بیس سال تک اخلاص سے خدمت دین سرانجام دیتے رہے۔ جماعت احمدیہ نائجیریا کے اولین موصیان میں سے تھے۔ جماعت کے ایک کارکن کی اہلیہ کے ہاں پیدائش متوقع تھی اور فوری طور پر ہسپتال لے جانا ضروری تھا۔ اس وقت فون کام نہیں کر رہا تھا آپ موٹر سائیکل پر ایمبولینس لینے کے لئے گئے واپسی پر موٹر سائیکل کو حادثہ پیش آنے سے ان کی وفات ہو گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ پسماندگان میں ایک بیوہ کے علاوہ ایک لڑکا اور چھ لڑکیاں چھوڑیں۔ بیٹا اس وقت اولیول کر رہا ہے۔ سب بچے خدا کے فضل سے احمدی ہیں اور جماعت کے کاموں میں بہت مستعد ہیں۔

محترم چوہدری محمد عیسیٰ صاحب انگلستان۔ تاریخ وفات ۳۰ر ستمبر ۱۹۹۴ء۔ محترم چوہدری محمد عیسیٰ صاحب مکرم چودھری محمد یوسف صاحب آف مالو کے بھگت ضلع سیالکوٹ کے بیٹے تھے۔ ۱۹۶۵ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ کئی سال کینیا میں بطور مبلغ کام کیا۔ ۱۹۸۲ء میں آپ کا تقرر انگلستان میں ہوا۔ میری لندن آمد پر دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں تقرری ہوئی اور وفات سے چند روز قبل تک نہایت محنت سے مفوضہ امور سرانجام دیتے رہے۔ وفات سے چند روز قبل ہسپتال میں داخل ہوئے

اور پھر ہسپتال سے گھر واپس نہیں آئے اور اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے پسماندگان میں آپ کی بیوہ محترمہ طاہرہ عیسیٰ کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی ہیں جو اللہ کے فضل سے دین و دنیا کی نعمتوں سے متمتع ہیں۔

مکرم علی حیدر اوپل صاحب مبلغ سلسلہ۔ آپ ۱۲؍ اگست ۱۹۴۱ء کو مہدی پور ضلع سیالکوٹ میں مکرم میاں محمد رمضان صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ پیدائشی احمدی تھے۔ مئی ۱۹۷۲ء کو شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۲۳ سال تک خدمت دین کی توفیق پائی۔ بیرونی ممالک میں آپ غانا، گیمبیا اور کینیڈا میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ گیمبیا سے رخصت پر اپنے بچوں کو ملنے کینیڈا آئے ہوئے تھے۔ ۳۰؍ اپریل ۱۹۹۵ء کو کینیڈا ہی میں کار کے ایک حادثہ میں شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بوقت شہادت آپ کی عمر ۵۴ سال تھی۔ آپ نے اپنی بیوہ کے علاوہ اپنے پیچھے بطور یادگار تین بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑے ہیں۔ آپ کی شہادت سے پہلے ہی بڑی بیٹی کی شادی ہو چکی تھی جو اب امریکہ میں ہیں۔ بڑے بیٹے محمد افضل صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی کر رہے ہیں۔ دوسرے بیٹے محمد احسن اور محمد انور زیر تعلیم ہیں۔ اول الذکر الیکٹریکل انجینئرنگ میں اور محمد انور مکینیکل انجینئرنگ میں ہیں۔ چھوٹی بیٹی امۃ الرءوف کی بھی شادی ہو چکی ہے اور سسکاٹون کینیڈا میں رہائش پذیر ہیں۔ سارے بچے اللہ تعالیٰ کے فضل سے دین و دنیا کی نعمتوں سے نوازے گئے ہیں۔

مکرم مبشر احمد صاحب باجوہ شہید آف جرمنی۔ مبشر احمد صاحب باجوہ جماعت احمدیہ جرمنی کے سرگرم کارکن اور فدائی احمدی تھے۔ خلافت احمدیہ سے ایسا عشق تھا کہ اس عشق میں ہمیشہ مگن رہتے تھے مختلف حیثیتوں سے جماعت جرمنی کی بہت عمدہ خدمات سرانجام دینے کی توفیق پائی۔ زندگی کے آخری ایام میں ایم۔ ٹی۔ اے کی ذمہ داری ان کے سپرد تھی اور سارے جرمنی میں حلقہ وار کارکنوں اور کارکنات کی ٹیمیں بنا کر بہت عمدگی سے اس کام کو منظم کیا اور یہی منظم کام ہے جو اب بہت تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ ایم۔ ٹی۔ اے کے کاموں کے سلسلہ میں ہی اپنے بیٹے کے ہمراہ لندن آئے ہوئے تھے اور کیسٹس وغیرہ تیار کروا کر واپس جرمنی جا رہے تھے کہ ۲۳؍ اگست ۱۹۹۵ء کو دوران سفر ایک حادثے کے نتیجے میں شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نے بیوہ کے علاوہ دو بیٹے محمد مظفر باجوہ اور محمد احسن باجوہ چھوڑے ہیں۔ دونوں بھائی جماعتی کاموں میں فدائیت کی روح سے حصہ لیتے ہیں۔ اول الذکر اپنے باپ کے نقش قدم پر ایم۔ ٹی۔ اے۔ جرمنی کی بہت عظیم الشان خدمت کر رہے ہیں اور بطور ایڈیشنل سیکرٹری اس خدمت پر فائز ہیں اور ان کا ارادہ ڈینٹسٹ (Dentist) بننے کا ہے۔ اللہ ان کو اچھا ڈاکٹر بننے کی توفیق بخشے۔ احسن باجوہ بھی ایم۔ ٹی۔ اے کی ٹیکنیکل ٹیم کی روح رواں ہیں۔

مکرم احسان احمد باجوہ صاحب۔ انگلستان۔ مکرم احسان احمد باجوہ صاحب اگرچہ مبلغ تو نہیں تھے مگر اپنی زندگی وقف بہرحال کر دی تھی اور بہت اخلاص سے زندگی وقف کی تھی۔ مکرم احسان باجوہ صاحب، مکرم یوسف باجوہ صاحب حال جرمنی کے صاحبزادے تھے۔ آپ ۱۹۸۶ء میں جماعتی خدمت پر انگلستان تشریف لائے اور جماعت کے لئے کارپنٹر کے طور پر اپنی خدمت کا عرصہ پورا ہونے سے پہلے ہی ہمیشہ کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ بڑے محنتی اور خاموش طبع کارکن تھے۔ اکتوبر ۱۹۹۵ء میں بیماری کے اچانک حملہ کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہوئے اور کچھ عرصہ قومہ (Comma) میں رہ کر بالآخر ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو ہسپتال میں ہی وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں جو یو۔ کے۔ میں مقیم ہیں۔ ایک بیٹی جرمنی میں بیاہی ہوئی ہیں۔ سب ہی خدا تعالیٰ کے فضل سے دینی اور دنیاوی حسنات سے نوازے گئے ہیں۔

مکرم الحاج السیّد حلمی الشافعی انگلستان۔ تاریخ وفات ۱۲؍ فروری ۱۹۹۶ء۔ محترم السید حلمی الشافعی صاحب قاہرہ مصر میں ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۵ء میں قبول احمدیت کی سعادت پائی۔ ۱۹۸۶ء میں آپ نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور خدمتِ دین کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ ۱۹۹۴ء میں مرکز کی ہدایت پر برطانیہ تشریف لے آئے اور یہاں سلسلہ کی کتب کے عربی ترجمہ کے کام میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر ”لقاء مع العرب“ پروگرام کے اجراء پر آپ کو اس خدمت کا موقعہ ملا کہ میرے انگریزی جوابات کا ساتھ ساتھ عربی ترجمہ پیش کرتے تھے اور ترجمانی میں آپ کو ایک ایسی خصوصیت حاصل تھی کہ میں نے اور کسی ترجمان کو اس صفت سے مزین نہیں دیکھا۔ ایک تو رواں فصیح عربی میں ترجمہ ساتھ ساتھ کرنا اور پھر دل ڈال کر ایسے ترجمہ کرنا گویا کہ میں ہی خود عربی بول رہا ہوں۔ یہاں تک ترجمہ کا کمال تھا کہ جب میری آنکھوں میں آنسو دیکھتے تھے تو ان کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں ہو جاتے تھے، جب میں ہنستا تھا تو یہ بھی ہنستے تھے۔ بہت عظیم الشان انسان تھے۔ خدا انہیں غریق رحمت کرے۔ ان کی یاد ہمیشہ دعا بن کے دل سے اٹھتی ہے اور اٹھتی رہے گی۔ بچے مصر قاہرہ میں ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے سب بچے مخلص اور فدائی احمدی ہیں۔

استاد اسمٰعیل تراوالی صاحب معلم گیمبیا۔ تاریخ شہادت ۱۵؍ فروری ۱۹۹۶ء۔ آپ نے ۱۹۸۱ء میں وقف کر کے تبلیغ کا کام شروع کیا اور بارہ سال تک گیمبیا میں خدمت دین کی توفیق پائی۔ گنی بساؤ میں مشن کے اجراء پر ان کا تقرر وہاں علاقائی مبلغ کے طور پر ہوا اور اڑھائی سال تک کام کیا۔ گنی بساؤ میں ہی تبلیغی سفر پر روانگی کے دوران موٹر سائیکل کے حادثہ میں شہادت پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک بڑا بیٹا عمر دس سال اور ایک بیٹی عمر پانچ سال ہیں۔

محترم ابراہیم کنڈا صاحب آف بورکینا فاسو۔ ۱۹۶۵ء میں بورکینا فاسو میں پیدا ہوئے۔ ان کا گھرانہ بہت مذہبی تھا۔ اور بورکینا فاسو میں مذہبی تعلیم مکمل کرنے کے بعد سعودی عرب چلے گئے۔ ۹ سال وہاں قیام کیا اور مدینۃ المنورہ یونیورسٹی سے کامیاب ڈگری حاصل کر کے واپس بورکینا فاسو پہنچے۔ ۱۹۹۲ء میں جماعت میں شمولیت اختیار کی اور خدا کے فضل سے اخلاص اور ایمان میں بہت ترقی کی اور اپنی خدمات جماعت کو پیش کر دیں۔ بڑے پرجوش داعی الی اللہ تھے۔ لوکل مبلغ کے طور پر کام کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ ۲۱؍ جون ۱۹۹۶ء کو ایک تبلیغی سفر سے واپس آتے ہوئے گاڑی الٹ جانے سے شہادت نصیب ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم انتہائی وفادار اور مخلص احمدی اور بڑے پرجوش داعی الی اللہ تھے۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا جس کی عمر اڑھائی برس ہے وہ مرحوم کی شہادت کے بعد پیدا ہوا۔

مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ سپین و پرتگال۔ تاریخ وفات ۱۲؍ اگست ۱۹۹۶ء۔ آپ ۳۰؍ دسمبر ۱۹۱۹ء کو بنگہ یوسی ضلع ہوشیارپور میں مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدؓ نے ۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی تھی۔ دسویں جماعت میں کامیابی کے بعد آپ نے واقف ہونے کی سعادت پائی۔ مبلغین کلاس میں کامیابی کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر آپ نے کچھ دیر ایک گلاس فیکٹری میں کام سیکھا۔ ۱۹۴۵ء میں آپ کو حضرت مصلح موعودؓ نے سپین کے لئے نامزد فرمایا۔ چنانچہ آپ ۲۴؍ جون ۱۹۴۶ء کو تبلیغ دین کے لئے سپین پہنچے۔ جہاں آپ نے انتہائی مشکل حالات میں خود اپنے خرچ پر سپین مشن کے کام کو جاری رکھا۔ ایک پیسہ بھی مرکز سے وصول نہیں کیا۔ مارچ ۱۹۸۸ء تک آپ سپین میں ہی تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف رہے جس کے بعد آپ کا تقرر پرتگال ہو گیا جہاں آپ نے احمدیہ مشن کی بنیاد ڈالی۔ ۱۹۹۶ء کے آغاز میں آپ کی ریٹائرمنٹ ہوئی چنانچہ آپ پرتگال سے واپس سپین میں آ کر غرناطہ کے ایک قریبی گاؤں ڈرکال (Durcal) میں رہائش پذیر ہو گئے۔ آپ چند سالوں سے سانس کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ ساتھ ہی ذیابیطس بھی تھی جس نے مزید پیچیدگی پیدا کر دی۔ غرناطہ کے ہسپتال میں ۱۲؍ اگست ۱۹۹۶ء کو اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بوقت وفات آپ کی عمر ۷۷ سال تھی۔ غرناطہ سے آپ کا جنازہ پیدرو آباد لایا گیا اور پیدرو آباد کے قبرستان میں، جو مسجد بشارت سے اتنے فاصلہ پر ہے کہ اذان کی آواز وہاں سنائی دیتی ہے، آپ کی امانتاً تدفین ہوئی۔

آپ کے پسماندگان میں آپ کی بیوہ مکرمہ رقیہ بشریٰ صاحبہ کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ بڑے بیٹے مکرم عطاء الٰہی منصور صاحب خاطبہ، سپین میں سرجن ہیں۔ دوسرے بیٹے فضل الٰہی قمر صاحب آئبیریا ایئرلائن میں انجینئر ہیں اور میڈرڈ میں کام کرتے ہیں۔ ایک بیٹا بے چارہ نفسیاتی مریض ہے۔ اور یہ جو دو بڑے بیٹے ہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی مخلص فدائی احمدی اور واقفین زندگی کی طرح خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ بیٹیوں میں سے مکرمہ رضیہ تسنیم صاحبہ یہاں لندن میں رہتی ہیں۔ اور دوسری دو بیٹیاں طاہرہ شاہدہ صاحبہ اور امۃ الکریم مبارکہ صاحبہ والدہ کے ساتھ سپین میں مقیم ہیں۔

استاد ابوبکر طُورئے صاحب گیمبین معلم۔ آپ ۱۹۸۱ء میں غانا کے جامعہ احمدیہ میں تعلیم کی غرض سے گئے اور تین سالہ کورس مکمل کرنے کے بعد گنی بساؤ میں ان کا تقرر ہوا۔ گنی بساؤ میں یہ Farin کے علاقہ میں خدمات بجالاتے رہے۔ پھر گیمبیا میں بھی کام کیا۔ آپ ایک جماعتی کام کے لئے ایک علاقہ کا سفر کر رہے تھے جہاں مسجد اور مشن کی تعمیر کا پروگرام تھا۔ راستہ میں کار کو حادثہ پیش آ گیا جس کی وجہ سے شہادت نصیب ہوئی۔ یہ حادثہ ۱۵؍ دسمبر ۱۹۹۸ء کو پیش آیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے بیوہ کے علاوہ دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ ایک کی عمر پانچ سال ہے اور دوسرا تقریباً ڈیڑھ سال کا ہے۔

آخری ذکر جس شہید کا میں اس خطبہ میں کروں گا ان کا نام **مکرم ناصر فاروق سندھو صاحب** ہے۔ مکرم ناصر فاروق صاحب ابن رشید احمد اختر صاحب ۱۷؍ اگست ۱۹۷۷ء کو پیدا ہوئے۔ آپ جسوکی ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ یکم جولائی ۱۹۹۸ء کو جامعہ سے فارغ التحصیل ہو کر چک WB 390 ضلع لودھراں میں دین کی خدمت پر کمربستہ رہے۔ آپ نہایت محنتی، خادمِ دین اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ جامعہ احمدیہ کے علمی پروگراموں میں بھی نمایاں اعزازات حاصل کئے اور خدام الاحمدیہ کے تنظیمی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ تین سال معاون مدیر ”تشحیذ الاذہان“ کے طور پر نمایاں خدمت کی توفیق پائی۔ بچوں کے لئے ان کی مختلف کہانیاں اور سبق آموز تحریرات جماعتی رسائل کے علاوہ دیگر ملکی اخبارات میں بھی شائع ہوتی رہیں۔ اس پہلو سے آپ کو ملک گیر شہرت حاصل رہی۔ ۱۳؍ اپریل ۱۹۹۹ء کو بہاولپور ریلوے اسٹیشن پر ٹرین سے اترتے ہوئے حادثہ میں شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر صرف ۲۲ برس تھی اور آپ غیر شادی شدہ تھے۔

اللہ تعالیٰ ان سب شہداء کو غریق رحمت فرمائے اور دین و دنیا میں ان کو حسنات سے نوازے اور ان کی اولاد کو بھی ہمہ وقت دینی اور دنیاوی ترقیات عطا فرماتا رہے۔ ☆......☆......☆......☆